اسلامی فن خطاطی میں امام علیؑ کا تاریخی اور عرفانی مقام

مؤلف: عبداللہ محمدی پارسا

مترجم: ڈاکٹر خان محمد صادق جونپوری

خلاصہ

اس مضمون کا مقصد فن خطاطی میں امام علیؑ کے تاریخی اور عرفانی مقام و مرتبہ کو ظاہر کرنا ہے۔ اس کے لئے سب سے پہلے اسلامی خطاطی اور عربی رسم الخط کی تاریخ کا جائزہ لیتے ہوئے اس کے فروغ میں امام علیؑ کے تاریخی کردار کو بیان کیا جائے گا اور اس کے بعد امام علیؑ کے تئیں خطاطوں کی ارادت کو واضح کیا جائے گا جو کہ خطاطی کے مختلف اقسام میں ظاہر ہوئی ہیں اور آخر میں یہ بتایا جائے گا کہ تاریخی مقام کے علاوہ خطاط حضرات، امام علیؑ کے لئے ایک پر اسرار عرفانی مقام کے قائل ہیں جو کہ سلسلہ استادان اور نقطہ کا علامتی مقام جیسے القاب سے ظاہر ہوتا ہے۔ خطاطی میں آپ کے عرفانی مقام کی وضاحت کے ذریعہ خطاطی اور عرفان اسلامی کا تعلق بھی واضح ہوتا ہے، یہاں تک کہ امام علیؑ کو عرفان اور فن خطاطی کا قدر مشترک سمجھا جا سکتا ہے۔

کچھ لوگ فن خطاطی کا گرافیک اور بصری ٹکنیک کے تنگ دائرے میں مطالعہ کرتے ہیں۔ اس تحریر کے مطالعہ سے ایسے لوگوں کے سامنے اس فن سے متعلق عرفان اور اعتقادات کا نیا باب وا ہو جائے گا جو باب شہر علم جیسے لقب کے ذریعہ امام علیؑ کے وجود سے ظاہر ہوا ہے۔

کلیدی الفاظ: امام علیؑ، کوفی رسم الخط، خطاطی، خوشنویسی

مقدمہ

اسلامی فنون کی تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ فن کے مختلف اقسام بالخصوص ایران میں پروان چڑھنے والے فنون بیشتر مذہبی اور عرفانی نظریات سے متاثر رہے ہیں اور اسی رجحان کے ساتھ اپنے ارتقائی عمل کو جاری رکھا ہے۔

خطاطی کا فن جو ہمیشہ سے الٰہی نقطہ نظر سے وابستہ رہا ہے، ظاہری شکل و صورت اور مواد کے لحاظ سے مذہبی اور عرفانی علامتوں کا آئینہ دار ہے اور تاریخی طور پر اس کی ابتداء علی بن ابی طالبؑ کی سیرت سے ہوتی ہے۔ اسلامی دنیا کے اس مقدس اور عظیم ترین فن کا یہ دعویٰ ہے کہ دوسرے علوم و فنون سے کہیں زیادہ اس نے امام علیؑ سے کسب فیض کیا ہے۔ یہاں تک کہ صوفیوں کی طرح خطاطوں کا بھی شجرہ اور سلسلہ ہوتا ہے اور اس سلسلہ کے سب سے اوپر امام علیؑ کا نام گرامی نظر آتا ہے جنہیں خطاطی کا استاد مانا جاتا ہے۔

سوال اور مفروضہ

اس تمہید کے مطابق اس مضمون کا بنیادی سوال یہ ہے کہ تاریخی، معنوی اور عرفانی نقطہ نظر سے اسلامی فن خطاطی میں امام علیؑ کا کیا مقام اور کردار ہے، اور کیا واضح طور پر فن خطاطی پر امام علیؑ کے عرفانی اثرات کو ثابت کیا جا سکتا ہے؟

فن خطاطی میں امام علیؑ کا تاریخی مقام

افسانوی نقطہ نظر کے مطابق خط کی ابتدا افسانوی مخلوقات، شیاطین وغیرہ سے منسوب ہے[1]۔
تاریخی نقطہ نظر کے لحاظ سے خط کی ابتدا ۵۲۰۰ سال قبل سومریوں کے ذریعہ بین النہرین میں ہوئی ہے[2]۔

ان سارے نظریات سے قطع نظر اسلامی نقطہ نظر کے مطابق خدا نے تخلیق کے آغاز سے ہی بنی نوع انسان کو لکھنا اور قلم کا علم سکھایا اور یہ نعمت الٰہی، انبیاء کے ذریعہ بنی نوع انسان میں پھیل گئی[3]۔

۱۔ حداد عادل، غلام علی، دانشنامہ جہان اسلام (ج ۱۵)، ص ۵۲۶
۲۔ اتینگھاوزن، ریچارد، اوج ہای درخشان ہنر ایران، ص ۱۹۴
۳۔ محمدی ری شہری، محمد، منتخب میزان الحکمہ (ج ۱)، ص ۶۱۷

سورہ علق آیت ۴-۵ میں ارشاد ہوتا ہے:

الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (۴) عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (۵)

ترجمہ: جس نے قلم کے ذریعہ تعلیم دی ہے۔ اور انسان کو وہ سب کچھ بتادیا ہے جو اسے نہیں معلوم تھا۔

خط کے موضوع پر اسلامی نقطہ نظر کو دینی کتابوں سے زیادہ فن خطاطی کی پرانی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے۔ مثال کے طور یعقوب سراج شیرازی کی "تحفۃ المحبین"، عبداللہ صیرفی کی "آداب خط"، فتح اللہ سبزواری کی "اصول و قواعد خطوط ستہ"، سلطان علی مشہدی کی "آداب خط"، رفیقی ہروی کے "رسالہ مجنون" وغیرہ میں اس موضوع پر گفتگو ہوئی ہے۔ ان کتابوں کے مطالعہ سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ کئے جاسکتے ہیں:

"خطوط اور حروف کی شکلوں اور ناموں کو جاننے اور لکھنے والے پہلے شخص آدم صفی اللہ تھے جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ علم حاصل کیا۔ جیسا کہ ارشاد رب العزت ہوتا ہے: وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا۔"[1]

"اس کے بعد شیث ابن آدم نے خط کے مرتب کرنے کے سلسلہ کو جاری رکھا اور حضرت ابراہیم کے زمانے میں عبری خط کا ظہور ہوا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ خط جناب ادریس نبی نے لکھا تھا، جب کہ بعض نے اسے حضرت ہود سے منسوب کیا ہے اور انہیں خط کا خالق مانا ہے[2]۔

"ابن الابار کی تاریخ کے مطابق قریش نے عربی رسم الخط کو حرب بن امیہ سے سیکھا، اس نے عبداللہ بن جدعان سے، اس نے اہل انبار سے، وہ لوگ اہل یمن سے اور ان لوگوں نے خلجان بن قاسم سے سیکھا جو جناب ہود کے کاتب وحی تھے"[3]۔

۱- قلیچ خانی، حمید رضا، رسالاتی در خوشنویسی و ہنرہای وابستہ، ص ۲۲۸

۲-مددپور محمد، جلیات حکمت معنوی در ہنر اسلامی، ص ۱۶۶

۳-ابن خلدون، عبدالرحمٰن بن محمد، دیوان المبتدا و الخبر فی تاریخ العرب والبربر و من عاصرھم من ذوی الشان الاکبر (ج ۱)، ص ۵۲۶؛ آلوسی شہاب الدین، محمود

اس مقدمہ کے ساتھ ہم یہاں پر فن خطاطی میں امام علیؑ کے تاریخی مقام کے حوالے سے چند موضوعات کو پیش کرتے ہیں:

عربی رسم الخط پر اثر

مرحوم فضائلی نے اپنی کتاب "اطلس خط" میں خطاطی کی تاریخ کو اسلامی دور کے آغاز سے لیکر موجودہ زمانہ تک چھ مرحلوں میں تقسیم کیا ہے۔ جس میں پہلے مرحلہ کا تعلق کوفی رسم الخط کی ایجاد، امام علیؑ کی رہنمائی میں ابو الاسود دوئلی (۶۹ھ) کے ذریعہ عربی رسم الخط میں نقطہ کا اضافہ اور اس کی تکمیل میں نصر بن عاصم، یحییٰ بن یعمر اور خلیل بن احمد {بنو امیہ کے دور کے آخری حصہ میں} کے کردار سے ہے[1]۔

اس لئے تاریخی نقطہ نظر سے علی بن ابی طالبؑ کو کتابت وحی کے علمبرداروں میں شمار کیا جاتا ہے اور جن دستاویزات پر ہم مزید گفتگو کریں گے ان کے مطابق یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ اسلام میں پہلے شخص ہیں جنہوں نے عربی رسم الخط کو آگے بڑھانے اور اس کی بنیادوں کو اس درجہ کمال تک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ بعض محققین نے رحلت پیغمبر اکرمؐ کے بعد امام علیؑ کی گوشہ نشینی اور کتابت قرآن کریم میں مشغول ہونے کو خطاطی اور آنحضرتؐ کے مابین تعلق کی ایک دلیل کے طور پر پیش کیا ہے[2]۔

خط کوفی کی ایجاد

اسلامی روایات کے مطابق، کوفی رسم الخط کی ایجاد کو حضرت علی ابن ابی طالبؑ سے منسوب کیا جاتا ہے۔ ہروی اس سلسلے میں کہتے ہیں:

> "اس خط کو خط کوفی اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ اس کی ایجاد کوفہ میں ہوئی ہے
> اور حضرت علیؑ ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے اس خط کو بہترین انداز میں تحریر کیا ہے، اور

بن عبد اللہ الحسینی، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی (ج ۱۰)، ص ۱۸۰

۱-فضائلی، حبیب اللہ، اطلس خط، ص ۵

۲-آزادی ور، ہوشنگ، بدیہہ سازی، شیوہ بیان ہنری در ایران: پژوہشی در مبانی ہنر سنتی ایرانی واسلامی، ص ۴۷

آپ کا خط سب سے بہترین خط ہے اور کوئی بھی اس کی نقل نہیں کر سکتا ہے"[۱]۔

خط کوفی کو بنیادی طور پر قرآن کریم کی کتابت کے لئے مرتب کیا گیا تھا اور اسلامی خطاطی پر سب سے زیادہ اثر اسی خط کوفی کا پڑا ہے۔ایک بدیع خط جس میں مناسب اور مخصوص سائز کے ساتھ ساتھ چار کونوں ، زاویوں، مختصر عمودی لکیروں اور توسیعی افقی لکیروں کا استعمال کیا جاتا ہے جو ہم آہنگی، ساخت اور خوبصورتی کے لحاظ سے اس وقت کے دوسرے خطوط سے ممتاز تھا[۲]۔

پہلی صدی ہجری کے دوسرے عشرے میں بصرہ اور کوفہ نامی دو نئے اسلامی شہروں کے قیام اور ان دونوں شہروں میں عربی زبان اور رسم الخط میں دلچسپی رکھنے والے محققین کے دو گروہوں کے مقابلے کے نتیجہ میں خط کوفی کا ظہور ہوا۔اس خط میں خط حیری، خط سوری اور خط مدنی کا امتزاج پایا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں دوسری صدی کے دوسرے نصف میں جب دوبارہ سے اسے رونق حاصل ہوئی تو تین سو سال سے زائد عرصے تک عوامی مقبولیت کا حامل رہا اور قرآن کریم کی کتابت کے لئے واحد موزوں رسم الخط کے طور پر مقبول ہوا[۳]۔

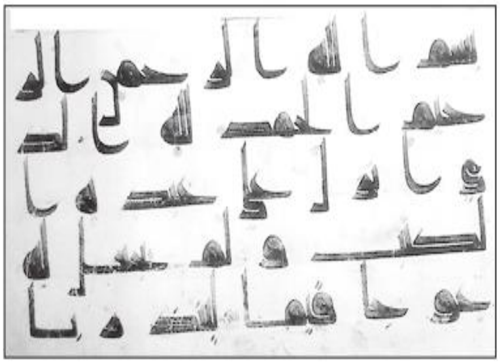

نمونه‌ای از خطّ کوفی ساده

دیگر اسلامی خطوط کی تشکیل پر خط کوفی کا اثر

اگرچہ صرف خط کوفی کو براہ راست امیر المومنینؑ سے منسوب کیا جاتا ہے، لیکن خطاط حضرات اور محققین کے مطابق دیگر اسلامی خطوط کی تشکیل بھی آنحضرت کے ارشادات اور ہدایات سے ہوئی ہے۔

یہاں تک کہ چوتھی صدی ہجری کے آغاز میں ابن مقلہ نے جن اقلام ستہ کا ایجاد کیا، ان کے بارے میں بھی یہی خیال ہے کہ امام علیؑ نے عالم خواب میں انہیں تعلیم دی تھی[۴]۔

۱-رسالاتی در خوشنویسی و ہنرہای وابستہ، ص ۲۵۷
۲-شیمل، آنہ ماری، خوشنویسی اسلامی، ص ۱۶
۳-سفادی، یاسین حمید، خوشنویسی اسلامی، ص ۱۲
۴-دانشنامہ جہان اسلام (ج ۱۵)، ص ۵۶۶

یہ بھی مشہور ہے کہ خواجہ جمال الدین یاقوت مستعصمی نے خواب میں امیر المومنینؑ کو دیکھا۔ آپ نے فرمایا: "قلم کو صحیح زاویہ سے کاٹنا"، اور اس کے بعد ان کا خط اور زیادہ خوبصورت ہوگیا[۱]۔ بعض منابع میں دو شاخ والے الف کی ایک خاص قسم کو حضرتؑ سے منسوب کیا گیا ہے جس کا استعمال آج کی عربی خط میں بہت زیادہ ہے۔[۲]

مسز آنا ماری شیمل نے میر علی تبریزی (خط نستعلیق کے موجد) اور سلطان علی مشہدی کے نام کا بھی ذکر کیا ہے جن کو عالم خواب میں حضرت علیؑ نے فن خوشنویسی سے متعلق ہدایات دی ہیں[۳]۔

بعض خطاط حضرات اپنی فنکارانہ صلاحیتوں کی تکمیل کے لئے غیبی الہام کا سہارا لیتے تھے اور ریاضت کرتے تھے تاکہ خدا کا فضل اور مذہبی رہنماؤں کی مدد ان کے شامل حال ہو۔ مثال کے طور پر مولانا سلطان علی خوشنویس جنہوں نے اپنے اشعار میں اس واقعہ کی طرف اشارہ بھی کیا ہے[۴]۔

مرزا غلام رضا اصفہانی مرحوم کے حالات میں بھی یہی ملتا ہے کہ انھوں نے خطاطی کی بہت سی باریکیوں کو عالم خواب میں سیکھا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اپنے فن میں مہارت حاصل کی ہے[۵]۔

خطاطی کے پہلے استاد

کسی بھی فن کی تعلیم میں استاد کی بنیادی حیثیت ہوتی ہے۔ اس نکتہ کو امام علیؑ سے منسوب ایک کلام میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

اعلم ان الحسن الخط مخفی فی تعلیم الاستاذ۔

ترجمہ: خطاطی کا ہنر استاد کی تعلیم میں پوشیدہ ہے[۶]۔

فن خطاطی کے ظہور اور فروغ میں حضرت علیؑ کے تاریخی مقام، اس کے ساتھ ساتھ قلم کو تیز کرنے اور کاٹنے کے طریقے یا خطوط کے درمیان فاصلہ نیز حروف کو جمع کرنے کے بارے میں آپ کے

۱- رسالاتی در خوشنویسی و ہنرہای وابستہ، ص ۳
۲- اوج ہای درخشان ہنر ایران، ص ۱۹۴
۳- شیمل، آنہ ماری، خوشنویسی و فرہنگ اسلامی، ص ۲۲
۴- بدیہہ سازی، شیوہ بیان ہنری در ایران: پژوہشی در مبانی ہنر سنتی ایرانی و اسلامی، ص ۸۵
۵- بیانی، مہدی، احوال و آثار خوشنویسان، ص ۵۵۲
۶- رسالاتی در خوشنویسی و ہنرہای وابستہ، ص ۵۶

ارشادات نیز خطاطی کی تعریف اور تعلیم خط کے لئے استاد کی ضرورت کے سلسلہ میں آپ کے ارشادات وغیرہ کے باعث خطاطوں نے آنحضرتؐ کو اپنا پہلا استاد تسلیم کیا ہے۔

عالم اسلام کے خطاطوں کے قول کے مطابق اسلامی خطاطی کا سلسلہ حضرت علیؑ کی ذات اقدس پر ختم ہوتا ہے اور خطاط حضرات اپنے اساتذہ کے سلسلہ کو آنحضرت کی ذات تک پہنچاتے ہیں۔ اور اسلامی خطاطوں کے تمام بغدادی، مصری اور ترکی منابع میں آپ کا نام مبارک سر فہرست ہے[1]۔ کتاب "اطلس خط" کے مصنف نے مختلف سلسلوں کو جمع کر کے خود ایک شجرہ نسب بنایا ہے جس میں سر فہرست حضرت علیؑ کا نام نامی نظر آتا ہے۔

بعض محققین کا یہ ماننا ہے کہ فن خطاطی کی ایجاد و فروغ میں امام علیؑ کے کردار کو تاریخی طور پر ثابت نہیں کیا جاسکتا ہے[2]۔ یہ امر غور طلب ہے کہ تاریخی پس منظر کے اعتبار سے یہ شجرے اور سلسلے کس حد تک موثق اور معتبر ہیں اور کیا ہزار سالہ دورانیہ میں اس کو ثابت کیا جاسکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خطاط حضرات کے لئے یہ موضوع زیادہ اہم نہیں ہے اور انھوں نے کبھی اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش بھی نہیں کی ہے کیونکہ ان کے لئے اس شجرہ نامہ کی ذات اہم ہے یعنی وہ یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ جو کام وہ انجام دے رہے ہیں وہ قدسی اور الٰہی ہے اور اس کا تعلق آسمان سے ہے نہ کہ زمین سے اور یہ کہ ان کے پاس اپنا کچھ نہیں ہے بلکہ انھوں نے اپنے استاد اور انھوں نے اپنے استاد سے تعلیم حاصل کی ہے یہاں تک کہ یہ سلسلہ انبیاء اور اولیائے الٰہی تک پہنچتا ہے[3]۔

فن خطاطی میں حضرت علیؑ کے تاریخی مقام کی وضاحت کے بعد ہم فن خطاطی پر حضرت علیؑ کے معنوی و عرفانی اثرات پر گفتگو کریں گے:

۱-اطلس خط، ص ۳۸۴

۲-دیوان المبتدا و الخبر فی تاریخ العرب والبربر و من عاصرھم من ذوی الشان الاکبر، ص ۸۳۲؛ تجلیات حکمت معنوی در ہنر اسلامی، ص ۱۶۷

۳- پازوکی، شہرام، عرفان و ہنر در دورہ مدرن، ص ۵۰۳

تحریری مواد میں امام علیؑ کا مقام

علی بن ابی طالبؑ سے اسلامی خطاطوں کی عقیدت کا مظہر وہ کتیبے ہیں جن کو ہم مختلف عمارتوں میں مشاہدہ کرسکتے ہیں۔ ان کتیبوں پر تحریر جملوں اور عبارتوں کے مطالعہ سے مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

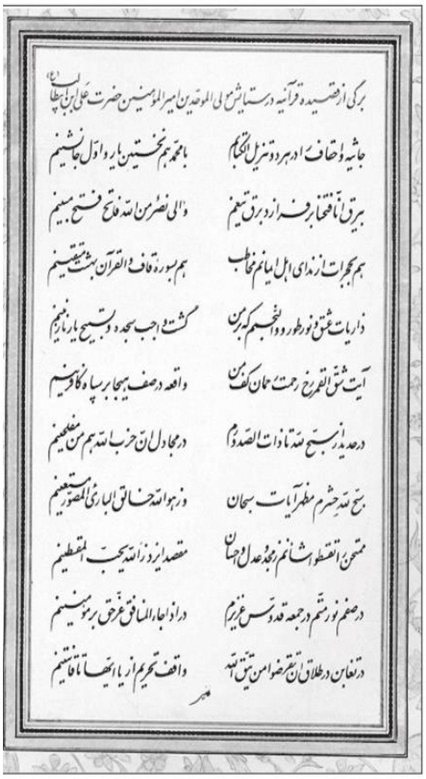

↑ کتابت قصیده قرآنیه در مدح حضرت علی ﷺ به قلم رضا ص

- مدح اہلبیت اور خاص کر امام علیؑ کی شان میں نازل ہونے والی آیتوں پر مشتمل کتیبے
- شہادت ثلاثہ پر مشتمل تحریریں جیسے ایران کے شہر مشہد میں گوہرشاد مسجد اور ایران کے شہر یزد کی جامع مسجد کے کتیبے۔
- حضرت علیؑ کے خطبات اور کلمات قصار پر مشتمل کتیبے
- وہ کتیبے جن پر اللہ، محمد اور علی تحریر ہے جیسے گنبد سلطانیہ، قزوین کی جامع مسجد اور خواجہ عبداللہ انصاری کا مقبرہ
- ایسے کتیبے جن پر امام علیؑ سے منقول دعائیں یا ناد علی تحریر ہے[1]۔

"معنای ہنر شیعی" نامی کتاب کے مؤلف، امام علیؑ اور اہل بیت کی ذات سے خطاطوں کی عقیدت کی متعدد مثالیں بیان کرنے کے بعد اس طرح رقم طراز ہیں:

۱۔ جلالی، غلام رضا، معنای ہنر شیعی، ص ۳۱-۴۹

"تاریخی آثار میں لفظ علی کو بکثرت دیکھا جاسکتا ہے۔ علی کے نام کی ترکیب بعض اوقات بہت پیچیدہ، نازک اور معنی خیز ہوجاتی ہے اور ایسے نقوش کی شکل میں سامنے آتی ہے جو علی کے لفظ کو سیاہ اور سفید صورت میں دکھاتے ہیں۔ وہ نقوش جو ایک دوسرے میں ضم ہوجاتے ہیں اور آنحضرت کے ماورائی اور لافانی وجود کا اظہار کرتے ہیں"[۱]۔

حضرت علیؑ کے اسم مبارک یا ناد علی کی دعا کو شیر کی شکل میں لکھنا، روشنی کی علامت ہے نیز آنحضرتؑ کے لقب اسد اللہ غالب کو ذہن میں زندہ کرتا ہے۔ اس طرح کی ڈیزائن مسلمان خطاط خاص کر شیعہ خطاطوں میں کافی مقبول رہی ہے[۲]۔

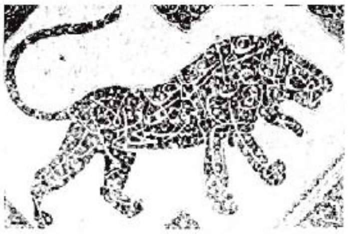

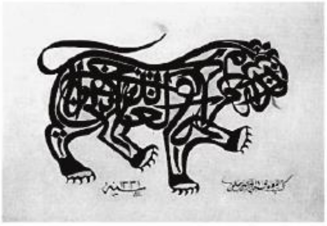

اسلامی خطاطی میں ہر چیز الفاظ کے معانی اور کلام کی خوبصورتی پر ختم نہیں ہوتی بلکہ اس کی خوبصورتی ہیئت اور اسلوب سے جنم لیتی ہے، جو الفاظ کے معانی سے بالکل آزاد ہے لیکن عام طور پر خطاطی میں ہیئت اور اسلوب کی خوبصورتی کی حیثیت موضوع اور معنی کلام کے مقابلہ میں ثانوی رہ جاتی ہے۔

۱-معنای ہنر شیعی، ص ۴۰

۲- KhosroNejad, The Art and Material Culture of Iranian Shism, p113

خطاطی کے جمالیاتی پہلوؤں کے مستقل ہونے کو ثابت کرنا زیادہ مشکل نہیں ہے کیونکہ دیکھنے والا اس کے معنی جانے بغیر صرف خطاطی کو دیکھ کر لطف اندوز ہو سکتا ہے[1]۔

اب اگر خطاطی میں الفاظ کی ہیئت ایسی ہو کہ وہ معنی و مفہوم کو اپنے ہمراہ کرلے تو یہ ایک غیر معمولی کارکردگی ہے اور اگر یہ خصوصیت مفاہیم قدسی کی ساخت میں واقع ہو تو حیرت انگیز انداز میں فن خطاطی میں عرفانی تجلی کا مصداق قرار پاتی ہے۔

من کنت مولاه فهذا علی مولاه (به قلم نگارنده)

نام علی علیه‌السلام به خطّ کوفی بنایی

امام علیؑ کے مقدس نام کے حوالے سے تحریر کی گئی ایک اور خوبصورت مثال ایک گمنام خطاط کے ذریعہ نام علیؑ کو کوفی بنائی خط میں تحریر کرنا ہے جس میں حرف عین کا منہ اوپر کی طرف ہے اور حرف لام اندر کی طرف جھکا ہوا ہے اور حرف یا دوسرے حروف کے نیچے کی سطح پر پھیلا ہوا ہے۔

اس سطر کو دوبارہ دیکھنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حرف عین حالت نماز میں قنوت کی کیفیت کو ظاہر کرتا ہے، حرف لام رکوع کرتے ہوئے انسان اور حرف یا حالت سجدے کو ظاہر کرتا ہے۔ دوسری طرف اس کی مربع شکل بھی کعبہ اور حضرت علیؑ کی محل پیدائش کو بیان کرتی ہے۔

۱۔ لیمن، اولیور، درآمدی بر زیبایی شناسی اسلامی، ص ۶۴

یہاں پر حضرت علیؑ کے تئیں خطاط حضرات کی عقیدت کی ایک ہلکی سی جھلک پیش کی گئی ہے اور اس سے زیادہ اس مضمون کے حوصلے سے باہر ہے۔

حلیہ نویسی

لفظ حلیہ سے مراد وہ جملے ہیں جو پیغمبر اسلامؐ کے اوصاف کو بیان کرنے کے لئے ایک خاص انداز میں لکھے گئے ہیں۔ اس طرح کی پہلی تحریر حضرت علی بن ابی طالبؑ سے منسوب ہے[۱]۔

اپنی ہندسی شکل کے لحاظ سے، حلیہ ایک بڑا مستطیل ہے، جس کے اندر ایک بڑا دائرہ ہے، اور دائرے کے چاروں کونوں پر، چھوٹے چھوٹے چار دائرے بنائے گئے ہیں، دو مستطیل افقی طور پر دائرے کے نیچے اور اوپر کے حصہ میں ہیں اور ایک چھوٹا مستطیل نیچے والے مستطیل کے نیچے بھی واقع ہے۔ دائرے کے اوپر والا مستطیل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے مخصوص ہے اور دائرے کے نیچے والا مستطیل (حصہ ۲)

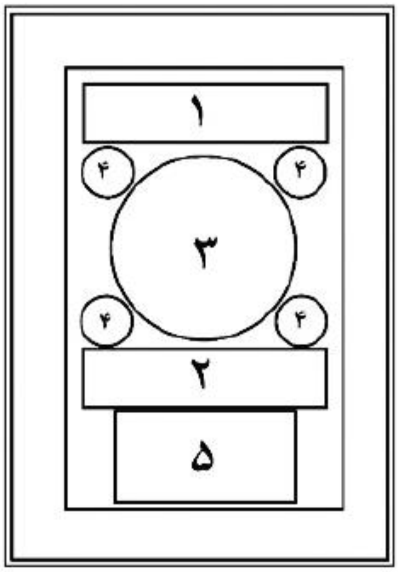

۱۔ خلیلی، ناصر، ہنر قلم، تحول و تنوع در خوشنویسی اسلامی، ص ۴۶

حضورؐ کی خصوصیت بیان کرنے والی آیت کے لئے ہے جو کہ عام طور پر سورہ قلم کی آیت نمبر ۴ یا سورہ انبیاء کی آیت نمبر ۱۰۷ ہوتی ہے۔

درمیانی دائرے (حصہ ۳) میں ایک حدیث نبوی تحریر کی جاتی ہے اور چار دائروں میں (حصہ ۴) خلفائے راشدین کے نام، پنج تن پاک کے نام (سوائے رسول اللہؐ کے نام گرامی کے)، دوسرے انبیاء یا پیغمبر اکرمؐ کے القاب تحریر کئے جاتے ہیں۔ سب سے نچلے مستطیل میں روایت کے بقیہ حصہ کو تحریر کیا جاتا ہے۔

حلیہ کی روایتی تحریر سب سے پہلے عثمانی خطاط حافظ عثمان (۱۰۳۴-۱۱۰۹ھ) نے کی۔ انہوں نے باقاعدہ متن پیش کیا جس سے حلیہ نویسی کے ایک نئے باب کا آغاز ہوا اور جلد ہی سب کی توجہ کا مرکز بن گیا۔ اس دور میں ان کے جیسا کوئی کاتب نہیں تھا[1]۔

۱۲ویں اور ۱۳ویں صدی میں حلیہ کی ایک دوسری شکل و صورت ایران میں رائج تھی جسے قدرتی طور پر فارسی ترجمہ کے ساتھ پیش کیا جاتا تھا۔ بعض ایرانی حلیہ میں حضرت علیؑ کی خیالی تصویر دیکھی جاسکتی ہے، اس لئے اس کام کا تعلق ایک مختلف بصری روایت سے تھا جہاں علامتی مصوری کا لوگوں کی ثقافت میں اہم کردار ہوتا تھا[2]۔

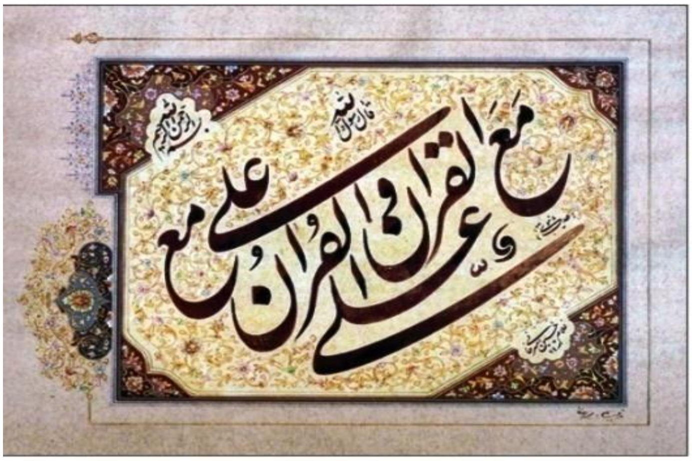

علی مع القرآن و القرآن مع علی، به قلم استاد غلام حسین امیرخانی

۱- ہنر قلم، تحول و تنوع در خوشنویسی اسلامی، ص ۴۷
۲- ایضاً، ص ۴۹

قلم معلیٰ

قلم معلیٰ جس کا نام حضرت علیؑ کے نام سے لیا گیا ہے اس کے موجد جناب حمید عجمی صاحب ہیں جس میں ماضی کے مختلف خطوط کے ساتھ ساتھ روایتی ایرانی خطاطی کے انداز قلم بھی شامل ہیں[۱]۔ یہ قلم خاص طور پر قرآن کریم کی آیتیں اور حضرات معصومین علیہم السلام کی احادیث تحریر کرنے کے لئے زیادہ مشہور ہے۔

نمونه‌ای از خطّ معلّی

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ قلم معلیٰ کی قوس اور شکستہ لکیریں حضرت علیؑ کے جاذبہ و دافعہ کی نشاندہی کرتی ہیں جو یتیموں اور دشمنوں کے تئیں آپ کے دل میں تھی۔

فن خطاطی میں امام علیؑ کا عرفانی مقام

فن خطاطی میں تناسب اور جمالیاتی خصوصیات، حروف کی ہماہنگی اور ان کی ترکیب میں ظاہر ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ ان میں ایک معنوی کیفیت بھی ہوتی ہے جس کا ظہور اسلوب نگارش اور تحریری مواد سے ہوتا ہے۔ خطاطی کے اساتذہ نے خط کے آداب و رموز سے واقف ہونے کے بعد اس فن کی تعلیم کے لئے کچھ کتابیں تحریر کی ہیں اور یہ سلسلہ پانچویں صدی سے دور حاضر تک جاری ہے۔ ان کتابوں میں خطاطی کے فنی اور ٹکنیکی نکات و رموز کی تعلیم کے علاوہ معنوی آداب و عرفانی سلوک پر بھی گفتگو کی گئی ہے۔

خطاطی میں بارہ مراحل کا وجود[۲] اور مختلف رنگوں میں اس کا ظہور[۳] نیز اس کے لئے استاد کی

۱۔ مقتدایی، علی اصغر، مبادی و مبانی اصول خطوط و خوشنویسی اسلامی ایران، ص ۱۱۴

۲۔ برات زادہ، لیلیٰ، خوشنویسی در ایران، ص ۱۱۰

۳۔ شیمل، آنہ ماری، ابعاد عرفانی اسلام، ص ۴۲۳؛ شہبازی، مریم، مبانی نظری ہنر، ص ۵۳

ضرورت اور اس کے اوصاف[۱]، اجازت دینے کا نظام[۲]، تحریر کی پاکیزگی کے لئے نفس کی پاکیزگی کی ضرورت، کثرت مشق[۳] اور کتابت کے وقت ذکر الٰہی کی طرف توجہ[۴] اور دوسری بہت سی مثالوں سے یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ مسلمان عرفاء کے افکار و نظریات کا اس فن پر بہت اثر پڑا ہے۔

عالم اسلام میں عرفانی فنون کی ترقی

اسلامی فنون کی تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ فن کے مختلف اقسام بالخصوص ایران میں پروان چڑھنے والے فنون اکثر اسلامی عرفان کے نظریات سے متاثر رہے ہیں اور اسی رجحان کے ساتھ اپنے ارتقائی عمل کو جاری رکھا ہے۔ یہاں تک کہ ہم کہہ سکتے ہیں، کہ عرفان اور اسلامی فنون پر اس کے اثرات پر گفتگو کئے بغیر اسلامی فن کا موضوع مکمل نہیں ہوتا۔

ہم یہاں پر مختصر طور پر ان وجوہات کا تذکرہ کرتے ہیں جن کی بدولت عالم اسلام میں عرفانی فنون کو فروغ حاصل ہوا اور کسی نہ کسی طرح علی بن ابی طالبؑ کی ذات سے متعلق ہیں۔

۱. مکتب تشیع کا رواج

اہل تشیع اور ائمہ معصومین علیہم السلام ہمیشہ سے سلاطین جور کے ظلم و ستم کا شکار رہے ہیں جس کے نتیجہ میں انھوں نے اپنی تعلیمات اور نظریات کو خفیہ طریقے اور رمز کے پیرائے میں بیان کرنا شروع کیا۔

دوسری طرف وہ نسلی گروہ جو شیعہ مذہب کا مرکز رہے ہیں، جیسے ایرانی، ان رسومات اور مکاتب رمزی سے متاثر تھے جو اسلام سے پہلے کئی سالوں تک اس خطے میں عام تھے۔

۱- سراج شیرازی، یعقوب بن حسن، تحفۃ المحبین در آئین خوشنویسی و لطایف معنوی آن، ص ۱۰۳؛ ہنر قلم، تحول و تنوع در خوشنویسی اسلامی، ص ۱۱

۲- شیمل، آنہ ماری، خوشنویسی و فرہنگ اسلامی، ص ۷۷

۳- رسالاتی در خوشنویسی و ہنرہای وابستہ، ص ۵۶؛ دانشنامہ جہان اسلام (ج ۱۵)، ص ۵۶۶

۴- برخارٹ، ٹائٹس، ہنر مقدس، ص ۱۵۱؛ رحمتی، انشاء اللہ، ہنر و معنویت، ص ۱۹۵

ان دو بڑے عوامل یعنی تقیہ کا مسئلہ اور خفیہ مکاتب فکر کے اثر و رسوخ کے نتیجے میں مکتب تشیع کے قلب میں ایک باطنی اور عرفانی روش پیدا ہوئی۔ خواجہ نصیر الدین طوسی، علامہ حلی، سید بن طاوؤس، ابن فہد حلی، سید حیدر آملی، علامہ مجلسی، میر داماد اور شیخ بہائی جیسے جید علماء نیز ابن عربی جیسے عرفاء کی کوششوں نے تشیع اور عرفان کو جمع کرنے میں کافی مدد کی ہے۔

اس کے علاوہ، مکتبِ تشیع میں ائمہ معصومین علیہم السلام کی تعلیمات کے طفیل میں بہت سے عرفانی اصول پہلے سے موجود تھے، خاص طور پر ابن عربی کے ظہور کے بعد ان کے بعض نظریات جیسے جبر و اختیار کے موضوع پر ان کا موقف، شیعوں کے امر بین الامرین سے بہت مشابہ تھا۔ نیز ابن عربی کے نظریہ کے مطابق ہر دور میں کسی پیر اور انسان کامل کی ضرورت ہے اور یہ نظریہ شیعوں کے امامت کے عقیدہ سے مشابہ ہے[1]۔

اس سلسلے میں برخارٹ ٹائٹس اس طرح رقم طراز ہیں:

> "یہ خاص کیفیت یعنی فن کے ذریعے شہود عرفانی کا اظہار کسی حد تک شیعہ ماحول کی وجہ سے ہے، جہاں شریعت اور الہام کے درمیان فاصلہ اہل سنت کی بہ نسبت بہت کم ہے۔ وہ خاص چیز جو شیعوں کو اہل السنۃ والجماعت سے ممتاز کرتی ہے وہ نظریہ امامت ہے جس کے مطابق پیغمبر اکرمؐ نے اپنے چچازاد بھائی اور داماد حضرت علیؑ کو معنوی اور روحانی طاقت عطا کی تھی جو ان کی نسل سے ائمہ معصومین علیہم السلام میں محفوظ ہے۔ اس کے نتیجے میں شیعیت کے عروج کے ساتھ ساتھ اسلامی عرفان کو فروغ ملا اور اسی کے ساتھ اسلامی فن میں عرفانی رجحانات کا اضافہ ہوا"[2]۔

۲. رسائل اخوان الصفا

رسائل اخوان الصفا انسائیکلوپیڈیا کی طرز کا ایک مجموعہ ہے، جو چوتھی صدی ہجری کے وسط میں کسی نامعلوم مصنف یا مصنفین کے ذریعہ تحریر کیا گیا ہے اور ۵۲ مقالوں پر مشتمل ہے۔ ان مقالوں میں مختلف اسلامی علوم جیسے منطق، ریاضیات، طبیعیات، الٰہیات، عملی حکمت وغیرہ پر گفتگو کی گئی ہے جن کا

۱۔ یزدان پناہ، ید اللہ، مبانی و اصول عرفان نظری، ص ۵۴

۲۔ اعوانی، غلام رضا، حکمت و ہنر معنوی، ص ۳۱۲

مقصد گمراہوں کی رہنمائی ہے۔ بلاشبہ یہ گروہ شیعہ تھا، لیکن ان کا شیعہ اثنیٰ عشری ہونا محل بحث ہے۔ ان رسائل میں متعلّم کو ظاہر سے باطن کی طرف رہنمائی کی جاتی ہے

اخوان الصفا کو اسلامی فن و ثقافت کے سنہرے دور کا ایک انمول نمونہ قرار دیا جا سکتا ہے جس میں صنعت و فن کے ساتھ عرفان، مذہب، ادب اور فکر کے قریبی تعلق کو اعلیٰ ترین شکل میں دکھایا گیا ہے۔ مفکرین کے اس گروہ کے نقطہ نظر پر غور کرنے سے تاریخ کے ایک اہم دور میں عرفانی اور فنی رجحانات کا ایک موزوں افق ہمارے سامنے آ سکتا ہے۔

۳. تحریک فتیان

فتیان کی تحریک اس دور کی وہ تحریک ہے جس کے پیش نظر مندرجہ ذیل تاریخی واقعات تھے:

- حلف الفضول کا تاریخی حلف نامہ جس میں ظہور اسلام سے قبل پیغمبر اکرمؐ اور مکہ کے دوسرے جوانوں نے غریبوں اور کمزوروں کی حمایت کے لئے ایک تحریک کا آغاز کیا تھا[۱]۔
- حضرت علی بن ابی طالبؑ اور لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار کی حدیث۔

اس تحریک کا آغاز ایران میں ہوا اور رفتہ رفتہ اسلامی دنیا کے دیگر حصوں میں پھیلتا گیا یہاں تک کہ مولانا رومی کے دور میں فتوت اور مکتب فتیان بہت مقبول تھا اور اس دور کے معاشرے میں خاص کر آسیائے صغیر میں اس کا بہت اثر و رسوخ تھا۔

اگرچہ علم فتوت عرفان کی ایک شاخ ہے لیکن یہ عرفان کی حدود سے باہر نکل کر تمام پیشوں اور گروہوں کے لئے ایک مقدس آداب و رسوم قائم کرنے نیز ان پیشوں اور گروہوں کے رازوں کو مذہبی رسومات کے سانچے میں نسل در نسل منتقل کرنے کی ایک کوشش ہے[۲]۔

اس کے نتیجے میں، عرفان نے مختلف پیشوں پر اثر انداز ہو کر ایک طرف فنکاروں اور کاریگروں کی پیشہ ورانہ سرگرمیوں کو عرفانی نظم و ضبط سے جوڑ دیا اور دوسری طرف، مختلف پیشوں کی

۱-ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ (جلد ۱)، ص ۸۸

۲-خزائی، محمد، مجموعہ مقالات اولین همایش هنر اسلامی، ص ۱۲۷

سر گرمیوں میں روایتی اصولوں کو رائج کر کے ان کی سر گرمیوں کے معیار میں اضافہ کیا۔ در حقیقت یہ کہا جاسکتا ہے کہ فتوت عرفان کی سادہ صورت ہے جو عوام میں رائج تھی۔

بہر حال مکتب فتوت میں مختلف پیشوں کے فنکار اور کاریگروں کی شمولیت کے بعد ہر پیشہ کے لئے فتوت نامہ تحریر کیا گیا جس کی وجہ سے عرفانی فنون پر گہرا اثر پڑا۔

خطاطی کے فتوت نامہ

پانچویں صدی میں خطاطی کے فروغ کے بعد خطاطی کے ضابطوں سے واقف بہت سے خطاط اور غیر خطاط حضرات نے خطاطی اور اس سے متعلقہ آلات اور ٹکنیکوں کی تعلیم کے لئے عربی اور فارسی میں کتابیں تحریر کی ہیں[1]۔ ان کتابوں میں فن خطاطی کے فنی نکات کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اس کے معنوی آداب اور عرفانی سلوک پر بھی گفتگو کی گئی ہے۔

اس سلسلہ کی اہم کتابوں میں عبداللہ صیرفی (آٹھویں صدی) کی "آداب خط" اور سراج شیرازی (نویں صدی) کی "تحفۃ المحبین" کا نام لیا جاسکتا ہے جو کہ صفوی دور سے قبل تحریر کی گئی ہیں اور اس موضوع پر فارسی زبان کی پہلی کتابیں ہیں۔

نویں صدی کے نصف اول سے دسویں صدی کے آخر تک، خطاطی کے موضوع پر بہت سی کتابیں تحریر کی گئیں۔ سلطان علی مشہدی کی "صراط السطور" اور مجنون رفیقی ہروی کی "آداب المشق" اور "سواد الخط" کا شمار اس دور کی مشہور کتابوں میں ہوتا ہے۔

بابا شاہ اصفہانی کی "آداب المشق" دوسری کتابوں سے زیادہ عرفانی اصولوں پر مبنی ہے۔ اس کے پہلے باب میں کاتب یا خطاط کو بری عادتوں سے بچنے اور اچھی عادتوں کو حاصل کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ یہاں تک کہ اس کا مضمون نجم رازی کی مرصاد العباد سے متاثر نظر آتا ہے۔

اس دور میں فن خطاطی پر تحریر کی گئی کتابوں کے مضامین کو معمولی اختلافات کو نظر انداز کرتے ہوئے، مندرجہ ذیل موارد میں خلاصہ کیا جاسکتا ہے:

۱- دانشنامہ جہان اسلام (جلد ۱۵)، ص ۵۶۶

❖ حسن خط کی فضیلت کا بیان اور اس سلسلہ میں قرآنی آیات ، ائمہ معصومین علیہم السلام اور دیگر بزرگان دین کے ارشادات کا بیان۔

❖ اساتذہ کے سلسلے اور خطاطی کے مشہور فنکاروں کا بیان اور اس فن کے فروغ میں ان کے کردار کی وضاحت۔

❖ خطاطی کے مختلف خطوط کی وضاحت اور ان کا محل استعمال۔

❖ خطاطی کے نظری قواعد اور عملی اصولوں کی وضاحت جن پر نوآموز کو مسلسل مشق کرنی چاہئے۔

❖ کاتب یا خطاط کو بری عادتوں سے بچنے اور اچھی عادتوں کو حاصل کرنے کی سفارش۔

خطاطوں کا شجرہ نسب

شیعوں کے عقیدہ کے مطابق حضرت علیؑ، حضرت ختمی مرتبتؐ کے بعد ظاہری رہنما ہونے کے ساتھ ساتھ باطنی رہنما بھی ہیں اور یہ معنوی اور باطنی قیادت اہل سنت کی عرفانی روایتوں میں بھی پوری طرح واضح ہے۔ یہاں تک کہ تصوف کے تقریباً تمام سلسلے حضرت علیؑ پر ختم ہوتے ہیں اور انہیں حضرت خاتم الانبیاء کے بعد اعلیٰ ترین روحانی اور معنوی پیشوا مانتے ہیں۔ نتیجتاً سنی صوفیوں کے نقطہ نظر سے حضرت علیؑ کی معنوی خلافت صرف شیعہ سے مخصوص نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق براہ راست اسلام کی باطنی تعلیمات سے ہے[۱]۔

اس دور میں تمام عالم اسلام میں خطاطوں کا شجرہ نسب تیار کرنا عام تھا اور خطاطی کی تاریخ بیان کرنے والے بیشتر افراد، اساتذہ کے سلسلہ نسب کو بیان کرنا اپنے کام کا ایک حصہ مانتے تھے[۲]۔

مصری خطاطوں نے اپنا شجرہ نسب ابن بواب تک پہنچایا، اور عثمانی ترکوں نے شیخ حمد اللہ آماسی کو اپنے سلسلہ کا سربراہ مانا ہے جو کہ کچھ واسطوں سے یاقوت مستعصمی کے پیروکار تھے[۳]، لیکن

۱-اعوانی، غلامرضا، حکمت و ہنر معنوی، ص ۲۵
۲-اطلس خط، ص ۳۸۳
۳-دانشنامہ جہان اسلام (جلد ۱۵)، ص ۵۶۶

آخر میں تمام شجرے اور سلسلے ایک ہی ذات پر ختم ہوتے ہیں اور وہ ذات مقدس حضرت علیؑ کے علاوہ کسی اور کی نہیں ہے۔

دوسرے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ امام علیؑ عرفان اور فن خطاطی کا وہ نقطہ مشترک ہیں جہاں شریعت، طریقت اور حقانیت ایک ساتھ نظر آتی ہے۔

نقطہ کی علامتی حیثیت

عرفاء کے نقطہ نظر کے مطابق نقطہ حقیقی وحدت کا محور ہے[۱] اور چونکہ تمام حروف ایک نقطے کی طرف ختم ہوتے ہیں لہٰذا اسے ذات کی علامت شمار کرنا چاہئے یا اسے صادر اول، عقل فعال، حقیقت محمدیہ اور سر الاسرار سمجھنا چاہئے۔

خطاط حضرات کتابت شروع کرنے سے قبل سطر کے پہلے حصہ پر ایک نقطہ تحریر کرتے ہیں جس کے نیچے اعراب کسرہ سے مشابہ ایک خط ہے جسے نقطہ - خط کہا جاتا ہے۔

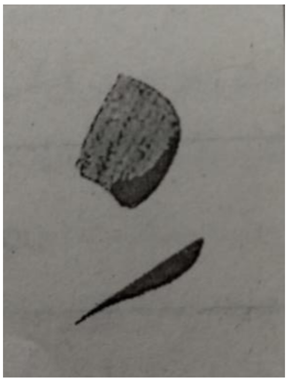

ٹکنیکی نقطہ نظر سے، یہ کام کتابت سے پہلے قلم کے چوڑے یا پتلے ہونے، سیاہی کی روانی اور سختی اور کاغذ کے کھردرے پن اور پالش کی جانچ کی وجہ سے انجام دیا جاتا ہے تا کہ کتابت کے دوران کوئی مشکل پیش نہ آئے لیکن فنی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ اس میں دوسری حکمتیں اور تشریحات بھی پائی جاتی ہیں، جن میں سے ایک اہم اور خوبصورت تأویل یہ ہے کہ اس نقطہ خط سے مراد ذات امیر المؤمنینؑ سے مدد مانگنا ہے۔

اس نظریہ کا تعلق امیر المومنین علیؑ کی ایک روایت سے ہے جس میں آپ نے اپنا تعارف اس نقطے سے کروایا ہے جو بسم اللہ حرف باء کے نیچے ہوتا ہے اور تمام تجلیات بھی اسی نقطے سے شروع ہوتی ہیں:

۱۔ سجادی، جعفر، فرہنگ اصطلاحات و تعبیرات عرفانی، ص ۲۱۲

ان کل ما في القرآن في الفاتحة وكل ما في الفاتحة في بسم الله الرحمن الرحيم، وكل ما فيه في الباء وكل ما في الباء في النقطة وانا نقطة تحت الباء۔

ترجمہ: بے شک ہر چیز جو قرآن میں ہے وہ سورہ فاتحہ میں ہے اور ہر وہ چیز جو اس سورہ میں ہے وہ بسم الله الرحمن الرحیم میں ہے، اور جو کچھ اس میں ہے وہ باء بسم اللہ میں ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ باء کے نقطے میں پوشیدہ ہے اور حرف باء کے نیچے کا نقطہ میں ہوں[۱]۔

خلاصہ اور نتیجہ

مجموعی طور پر جو کچھ اس مضمون میں بیان کیا گیا ہے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اسلامی خطاطی کے فن میں امام علیؑ کا مقام اور اثر دو طرح سے واضح ہوتا ہے:

۱. بلاواسطہ اثر

۲. بالواسطہ اثر

فن خطاطی پر حضرت امیر المؤمنینؑ کا براہ راست اثر زیادہ تر تاریخی نقطہ نظر سے اور صدر اسلام میں اس فن کے ظہور میں آپ کے کردار سے متعلق ہے۔ عربی رسم الخط کی تشکیل میں آپ کا کردار، خط کوفی کے ابداع میں آپ کا مقام، خطاطی سے متعلق آپ سے منقول متعدد روایات وغیرہ۔ یہاں تک کہ تاریخ کی کتابوں میں بہت سے شواہد اس سلسلے میں دستیاب ہیں جن کی مدد سے ہم اس فن میں امام علیؑ کے تاریخی مقام کے بارے میں تفصیل سے گفتگو کر سکتے ہیں لیکن اس مضمون میں ہم نے فن خطاطی پر امام علیؑ کے بالواسطہ اثرات اور آپ کے عرفانی مقام پر گفتگو کی ہے۔

تحریری مواد جیسے خطاطی، حلیہ نویسی وغیرہ یا ناد علی کی دعا یا شہادت ثلاثہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خطاط حضرات آپ کی بارگاہ میں متوسل ہوتے تھے اور آپ کی ذات مبارک سے مدد مانگتے تھے۔

۱۔ خمینی، روح اللہ، شرح دعاء سحر، ص ۸۸

اس کے علاوہ خطاط حضرات اس آسمانی فن میں حضرت علی بن ابی طالبؑ کے لئے ایک عرفانی مقام کے قائل ہیں جسے سر سلسلہ استادان، نقطہ کا علامتی مقام وغیرہ کی صورت میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

فن خطاطی میں حضرت علیؑ کا عرفانی مقام کسی حد تک اس دور کا نتیجہ ہے جسے اسلامی فن کی تاریخ میں عرفانی فن کا دور کہا جاتا ہے۔ ایک ایسا دور جو اپنے تاثرات اور اثرات کے ایک حصہ میں شیعہ افکار کا مرہون منت ہے، اخوان الصفا اور فتیان کی جماعت جیسی تحریکوں کا بھی امام علیؑ کی معنوی حیثیت اور عرفانی مقام کو ظاہر کرنے میں اہم کردار ہے۔

بطور خلاصہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ فن خطاطی صرف گرافیک اور بصری ٹکنیک کا نام نہیں ہے بلکہ یہ مقدس فن، حکمت اور عرفانی عقائد کا ایک سمندر ہے جو فنکار کے معنوی سفر کے دوران، تمام تر جمالیاتی خصوصیات کو احاطہ کرنے کے بعد ایک معنوی شہ پارے میں تبدیل ہو جاتا ہے اور اس کے تمام جمالیاتی اور معنوی مراحل میں حضرت علیؑ کی ولایت متجلی رہتی ہے۔

منابع و مآخذ

قرآن کریم

نہج البلاغہ

- ابن العبری، غریغوریوس، الملطی، تاریخ مختصر الدول، تحقیق: انطون صالحانی الیسوئی، دار الشرق، بیروت
- ابن خلدون، عبدالرحمٰن بن محمد، دیوان المبتدا و الخبر فی تاریخ العرب والبربر و من عاصرھم من ذوی الشان الاکبر، تحقیق: خلیل شحادۃ، دار الفکر، بیروت
- ابن عربی، محی الدین، مجموعہ رسائل ابن عربی، دار المحجۃ البیضاء، بیروت، ۱۴۲۱ق
- ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ترجمہ: سید ہاشم رسولی، انتشارات کتابچی، تہران، ۱۳۷۵ش
- اتینگھاوزن، ریچارد، اوج ہای درخشان ہنر ایران، ترجمہ: ہرمز عبداللہی، نشر آگاہ، تہران، ۱۳۷۹ش
- آزادی ور، ہوشنگ، بدیہہ سازی، شیوہ بیان ہنری در ایران: پژوہشی در مبانی ہنر سنتی ایرانی و اسلامی، موسسہ فرہنگی انتشاراتی تبیان، ۱۳۷۹ش
- اعتضادی، لادن، ہنر و زیبایی در عرفان ایران، نشر حقیقت، تہران، ۱۳۹۰ش
- اعوانی، غلامرضا، حکمت و ہنر معنوی، انتشارات گروس، تہران، ۱۳۷۵ش
- آلوسی شہاب الدین، محمود بن عبد اللہ الحسینی، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، تحقیق: علی عبد الباری عطیۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت
- برات زادہ، لیلیٰ، خوشنویسی در ایران، دفتر پژوہشہای فرہنگی، تہران، ۱۳۸۴ش
- برخارٹ، ٹائٹس، ہنر مقدس، ترجمہ: جلال ستاری، سروش، تہران، ۱۳۶۹ش
- بیانی، مہدی، احوال و آثار خوشنویسان، انتشارات علمی، تہران، ۱۳۶۳ش
- پازوکی، شہرام، عرفان و ہنر در دورہ مدرن، نشر علم، تہران، ۱۳۹۳ش
- پوپ، آرتور ابہام، شاہکارہای ہنر ایران، ترجمہ: پرویز خانلری، انتشارات علمی و فرہنگی، تہران، ۱۳۸۰ش

- جلالی، غلام رضا، معنای ہنر شیعی، بوستان کتاب، قم، ۱۳۹۴ش
- حداد عادل، غلام علی، دانشنامہ جہان اسلام، تہران، بنیاد دایرۃ المعارف اسلامی، تہران، ۱۳۹۰ش
- حسن زادہ آملی، حسن، ہزار و یک کلمہ، بوستان کتاب، قم، ۱۳۸۱ش
- خاتمی محمود، پیش در آمد فلسفہ ای برای ہنر ایران، موسسہ تالیف، ترجمہ و نشر آثار ہنری، تہران، ۱۳۹۰ش
- خزائی، محمد، مجموعہ مقالات اولین ہمایش ہنر اسلامی، موسسہ مطالعات ہنر اسلامی، تہران، ۱۳۸۲ش
- خلیلی، ناصر، ہنر قلم، تحول و تنوع در خوشنویسی اسلامی، نشر کارنگ، تہران، ۱۳۷۹ش
- خمینی، روح اللہ، شرح دعاء سحر، موسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینی، قم، ۱۴۱۶ق
- دادور، ابوالقاسم، ہم بودی دین و ہنر در ایران باستان، نشر گسترہ، تہران، ۱۳۹۲ش
- دہخدا، علی اکبر، لغت نامہ دہخدا، نشر دانشگاہ تہران، ۱۳۷۷ش
- رحمتی، انشاء اللہ، ہنر و معنویت (مجموعہ مقالاتی در زمینہ حکمت ہنر)، فرہنگستان ہنر، تہران، ۱۳۸۳ش
- ریختہ گران، محمد رضا ہنر، زیبایی، تفکر (تاملی در مبانی نظری ہنر)، نشر ساقی، تہران، ۱۳۸۰ش
- سجادی، جعفر، فرہنگ اصطلاحات و تعبیرات عرفانی، نشر طہوری، تہران، ۱۳۷۹ش
- سراج شیرازی، یعقوب بن حسن، تحفۃ المحبین در آئین خوشنویسی و لطایف معنوی آن، نشر قطرہ، تہران، ۱۳۷۶ش
- سفادی، یاسین حمید، خوشنویسی اسلامی، ترجمہ: مہناز شایستہ فر، موسسہ مطالعات ہنر، تہران، ۱۳۸۱ش
- سلیمانی، محسن، خط و ربط، اندیشہ کامیاب، تہران، ۱۳۸۵ش
- شایستہ فر، مہناز و مہران بہزادی، بررسی نام مبارک حضرت علی بر روی ہنرہای کاربردی دورہ صفوی و قاجاریہ در موزہ ایران باستان، دوفصلنامہ مطالعات ہنر اسلامی، سال اول، شمارہ ش، ۱۳۸۳ش
- شہبازی، مریم، مبانی نظری ہنر، نشر مارلیک، تہران، ۱۳۹۰ش
- شیمل، آنہ ماری، خوشنویسی و فرہنگ اسلامی، آستان قدس رضوی، مشہد، ۱۳۶۸ش
- شیمل، آنہ ماری، خوشنویسی اسلامی، ترجمہ: دکتر مہناز شایستہ فر، انتشارات موسسہ مطالعات ہنر اسلامی، تہران، ۱۳۸۱ش

- ❖ شیمل، آنہ ماری، ابعاد عرفانی اسلام، ترجمہ: عبدالرحیم گواہی، دفتر نشر فرہنگ اسلامی، تہران، ۱۳۸۴ش
- ❖ صلیبا جمیل، منوچہر صانعی درہ بیدی، فرہنگ فلسفی، انتشارات حکمت، تہران، ۱۳۶۶ش
- ❖ طباطبایی، محمد حسین، شیعہ در اسلام، دار التبلیغ الاسلامی، قم، ۱۳۴۸ش
- ❖ علاء الدین، حسین، جرعہ ہای آسمان، مرکز مدیریت حوزہ علمیہ، قم، ۱۳۹۵ش
- ❖ فضائلی، حبیب اللہ، اطلس خط، سروش، تہران، ۱۳۹۱ش
- ❖ قلیچ خانی، حمید رضا، رسالاتی در خوشنویسی و ہنرہای وابستہ، روزنہ، تہران، ۱۳۷۳ش
- ❖ قلیچ خانی، حمید رضا، درآمدی بر خوشنویسی ایرانی، فرہنگ معاصر، تہران، ۱۳۹۲ش
- ❖ کربن ہانری، آئین جوانمردی، ترجمہ: احسان نراقی، نشر نو، تہران، ۱۳۶۳ش
- ❖ لیمن، اولیور، درآمدی بر زیبایی شناسی اسلامی، نشر ماہی، تہران، ۱۳۹۱ش
- ❖ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار الجامعۃ لدرر اخبار الائمۃ الأطہار، نشر اسلامیہ، تہران
- ❖ محمدی ری شہری، محمد، منتخب میزان الحکمہ، موسسہ علمی، فرہنگی دار الحدیث، قم، ۱۳۸۸ش
- ❖ مددپور محمد، تجلیات حکمت معنوی در ہنر اسلامی، نشر امیر کبیر، تہران، ۱۳۷۴ش
- ❖ مقتدایی، علی اصغر، مبادی و مبانی اصول خطوط و خوشنویسی اسلامی ایران، دانشگاہ پیام نور، ۱۳۹۳ش
- ❖ منشی قمی، قاضی احمد، گلستان ہنر، تصحیح: احمد سہیلی خوانساری، نشر منوچہری، تہران، ۱۳۸۴ش
- ❖ موسوی گیلانی، رضی، درآمدی بر روش شناسی ہنر اسلامی، نشر ادیان با ہمکاری انتشارات مدرسہ اسلامی ہنر، تہران، ۱۳۹۰ش
- ❖ یزدان پناہ، یداللہ، مبانی و اصول عرفان نظری، موسسہ آموزشی وپژوہشی امام خمینی، قم، ۱۳۸۸ش